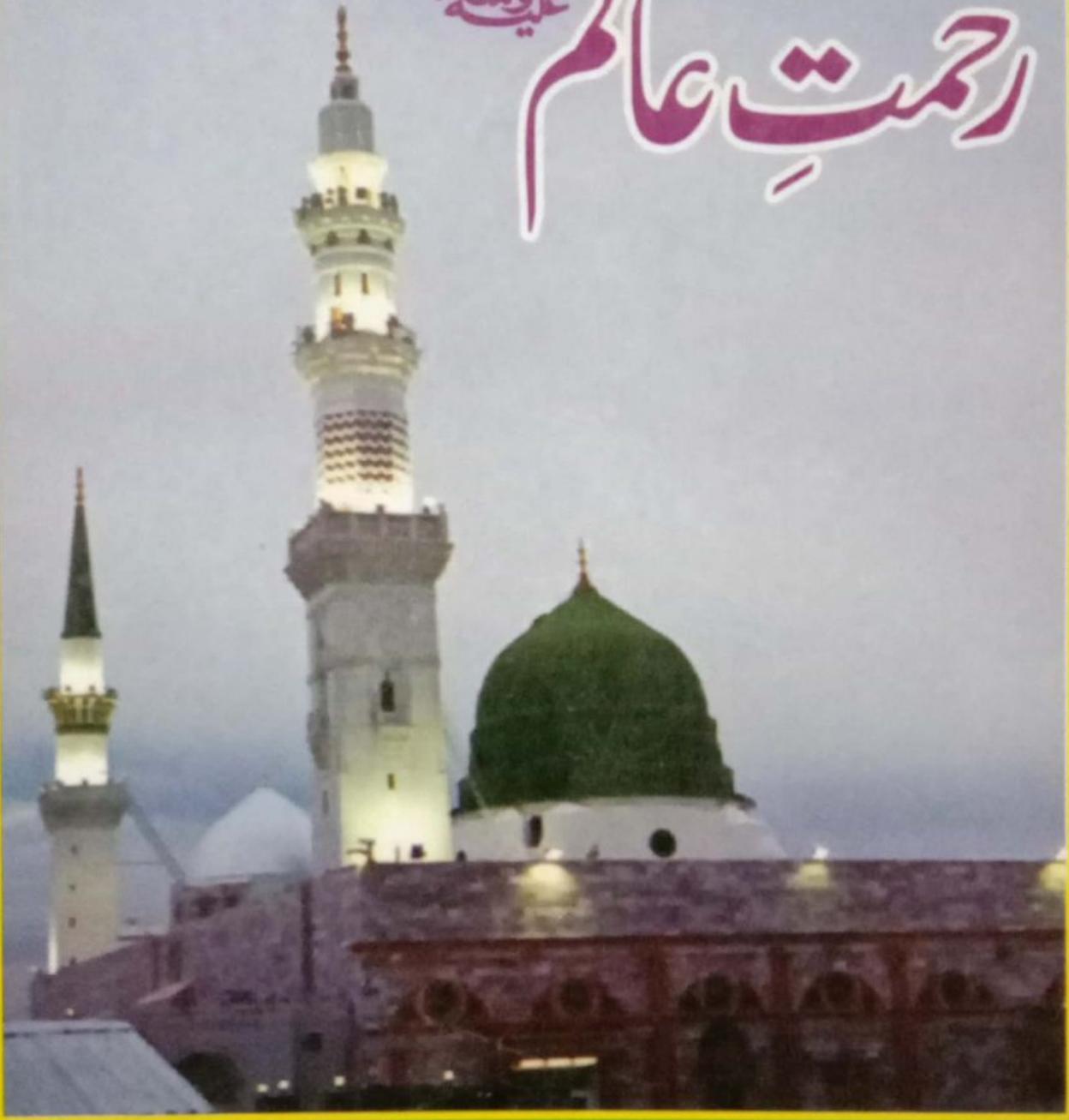


صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ

رحمتِ عام



آستانہ عالیہ دارشیہ چھپر شریف

منظیم دارشیہ بیوں تحصیل گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی
کے نام

حضرت سید عبد السلام

عرف میل بالکا رحمہم

اللہ علیہ کی حاضری

کتب و اورتہ کی ۷۰

سینئر تاؤش کی گئی جو

کہ ایک سنبھ بوس

گزرتے ہیں اپنے دلت کی

کامل تریں عالم باعث

ولی خضر جو داخل

سلسلہ حضرت عبداللہ

شاد شببہ رحمہم اللہ

علیہ سبی ہیں لکھ اسلام

صدر کراچی میں ان کا

مزار ہے

بے کام وارت پاک علام

توار عظیم اللہ ذکر، کیجے

حکم ہر کیا گیا اس کام کو

کوئی داریں اپنے جانب

مسوب گر کیجے توہین

حکم مرشد کا ارتکاب نا

کرے اگر کوئی بھی

شخص ہے کہیجے کیے اس

نیہ ہیں دی ایف بیان تو

مل لیجیجے کا کہ ہے

جمهوٹ بول ہے علام کا

کام علام اس کرنا ہے بعض

مرشد کے حکم کی

تعصیل گرنا ہے ماگہ

معریف اور وادا واسی وصول

گردا

مرائیہ سہرپانی سب

داریوں ہر حکم مرشد کی

لائع لازم ہے جھوٹ

بولیجے اور وادا ولیس سے ہر

ہر زکریں شکریہ



دریم اکتوبر ۲۰۱۴ء سید علی سید عبد السلام ریزوی حضرت علام شاہ عبداللہ





رحمتِ عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تألیف لطیف حاجی فقیر عزت شاہ وارثی

تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر تنظیم وارثیہ بیوں، تحریل گوجران

اشاعت (اول) ۲۰۰۲ء

اشاعت (دوم) ۲۰۰۷ء

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

وارثیہ پرنٹنگ پریس، گوجران

051-3512048, 0300-5325804

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ مَلِكُ

يُوْمِ الدِّيْنِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ إِهْبَانَا

الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ ۝ صِرَاطُ

الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

غَيْرُ الْكَفُورِ بِعَلَيْهِمْ ۝

وَلَا الضَّالِّينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ حَبِيبِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَلَيْكَ وَصَفِيفِكَ وَ
 حَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيفِنَا وَمُرْشِدِنَا وَهَادِينَا مُحَمَّدٌ صَلَوَ
 تِكَ الَّتِي صَلَّيْتَ عَلَيْهِ صَلَوةً مَعْرُوفَةً فَنَاعَلَيْهِ مَقْبُولَةً لَدَيْهِ
 مَحْبُوبَةٍ إِلَيْهِ وَعَلَىٰ إِلَهِ وَصَاحِبِهِ وَمَنْ أَحْبَبَهُ وَتَوْبَةً وَ
 بَارِكِ وَسَلِّمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ .

أَمَّا بَعْدُ

فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِ رَسُولًا مِّنْ
 أَنفُسِهِمْ يَتَلَوَّا عَلَيْهِمْ آيَتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمْ كِتَابَ
 وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لَفْتِيْ بَضْلِ مُبِينِ .

کتنا بڑا احسان عظیم فرمایا اُس ذات کبria نے مسلمانوں پر ہی نہیں
نسلِ آدم پر کہ بھیجا انہیں میں سے ایک رسول جو پڑھتا ہے ان پر اللہ
کی آپتیں اور پاک صاف کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن
پاک اور سنت اگرچہ سب اس سے پہلے بڑی گمراہی میں تھے۔
ربيع الاول کا مہینہ تھا۔ دو شنبہ کا دن تھا اور صحیح کاذب کی ضیاء بار
سہانی گھٹی تھی۔ رات کی بھی انک سیاہی چھٹ رہی تھی۔ اور دن
کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ جب مکہ کے سردار حضرت عبدالمطلبؓ کی
جوال سال بیوہ بہو حسرت ویاس کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے
سادہ سے مکان میں۔ رات کا وقت ہو، بادل چھائے ہوئے
ہوں، اس گھپ اندر ہیری رات میں ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا
آسمان پر تارے چمکنے لگتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کو قدرے سہولت ہو

جاتی ہے۔ وہ ستاروں کی روشنی میں سفر کرتے، راستوں کا پتہ
 لگاتے اور سمت معلوم کرتے رہتے ہیں۔ اور جب چاند چڑھتا ہے
 اندر ہیرے کو اچھی خاصی شکست ہو جاتی ہے تمام عالم پر روشنی کی
 سفید چادر چڑھ جاتی ہے لیکن جب غروب ہو جائے تو پھر ظلمت
 چھا جاتی ہے۔ اور رات کے پچھلے حصے میں جب چاند اور تارے
 ایک ایک کر کے ڈوب جاتے ہیں، اندر ہیرا اپنے کمال کو پہنچ جاتا
 ہے، کوتاہ بیٹوں پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ
 ظلمت کا یہ کمال اس کے زوال کی نشانی ہے۔ اور اس کو آخری اور
 مکمل شکست دینے کے لئے آفتابِ جہاں تاب کا وقت قریب آ
 رہا ہے۔ چنانچہ جلد ہی افقِ مشرق سے پوپھوٹنے لگتی ہے۔ یہ صحیح
 صادق منبعِ نور آفتاب کی آمد کا سچا اور یقینی خبر دھندا ہوتا ہے چنانچہ

تھوڑی ہی دیرگزرتی ہے کہ سیاروں کا بادشاہ جلوہ افروز ہو جاتا ہے
 اور اس کی پہلی ہی کرن تاریکی کے لئے پیغامِ موت ثابت ہوتی
 ہے۔ میرے خیال میں بعینہ ہی، مثال کافی ہے۔ کفر اسلام
 ضلالت و ہدایت کی ممکنات کی حقیقت عدم ہے۔ عدم سے ظلمت
 اور شر لازم و ملزم ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے عالمِ امکاں پیدا فرما
 کر اس میں اشرف المخلوق حضرت انسان کو بھیج دیا تو از راہِ کرم
 ساتھ ہی وحی آسمانی کی روشنی بھی بھیج دی۔ جوں جوں نسلِ انسانی
 پھیلتی گئی، ضروریات بڑھتی گئیں۔ آسمانی ہدایات کا سلسلہ بھی
 بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ آسمانی ہدایات پر ہزاروں لاکھوں تارے
 جمگائے اور چاند چڑھے اور ایک ایک کر کے ڈوبتے چلے گئے۔
 اور جب یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ختم ہوا تو پانچ چھ

سوال بالکل منقطع ہو گیا۔ اہل عالم کفر و ضلال اور عصیان طغیان
 کے اندر ہیرا میں جونہایت بھی انک خوفناک تھا گم ہو گئے۔ کوتاہ بیں
 کی نگاہوں میں اب ہدایت کا خاتمه تھا مگر اہل بصیرت اس کمال
 ضلال کو اسکے زوال کی یقینی نشانی سمجھ کر آفتاب ہدایت کے طلوع
 کی پیشگوئیاں سنار ہے تھے۔ پتہ چلتا ہے کہ کوئی دور اہل بصیرت
 سے خالی نہ تھا۔ آنے والی ذات نے اپنے نورِ بصیرت کی شعائیں
 کائنات میں پہلے ہی پھیلا رکھی تھیں جن کے فیض کا اثر تھا کہ ہر
 دور اہل بصیرت کا محتاج تھا۔ یہ لوگ ہر دور میں حسنِ جمال کے
 نورانی دستور کا سبق دیتے رہے اپنے کمال کا اظہار فرماتے رہے
 جنہیں فقط اہلِ نصیب ہی پاسکے چنانچہ ملکہ صبا کا تخت لانا آصف
 بن بلخیہ کا واقعہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور قرآن گواہ بعد

از اس منبعِ رشد و ہدایت کے طلوع کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں انہی میں سے ایک واقعہ فیل کو بھی قرآن پاک میں ذات نے فرمایا ہے جو سرورِ کائنات فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت سے 55 دن پہلے کا ہے۔

جب عیسائی بادشاہ یمن نے کعبۃ اللہ کی عزت و شہرت سے جل کر اس کے مقابلے میں اپنے ہاں ایک بڑا گرجا بنا کر وہاں حج کرنے کا اعلان کیا پھر اس نے اپنی ناکامی سے متاثر ہو کر ہاتھیوں کے لشکر سے مکہ معظّمہ پر چڑھائی کر دی تاکہ کعبہ شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ ایک دن اسکے لشکری حضرت عبدالمطلب قریش مکہ کے سردار اور سرورِ کائنات کے جدِ امجد تھے۔ وہ لشکر کے سردار

ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ نے بڑا احترام کیا اور آنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے اونٹوں کی واپسی کے لئے کہا۔ ابرہہ نے تعجب سے کہا کہ ہم تمہارے کعبہ کو ڈھانے آئے ہیں اور تم کو اپنے اونٹوں کا فکر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ کعبہ کا مالک موجود ہے وہ جانے یا تم میرے اونٹ واپس کرو۔ اونٹ واپس کر دیئے اور حیران ہوا۔ لشکر کو جملہ کرنے کا حکم دیا۔ ادھر ذاتِ کبریا نے ابایل کا لشکر بھیج دیا جن کے منہ میں چھوٹے چھوٹے کنکر تھے۔ ہاتھی کے سوار کو لگتے اور ہاتھی کے پیٹ سے گزر جاتے۔ تھوڑی سی دیر میں ابایل کے لشکر نے ابرہہ کے لشکر کا نام و نشان ختم کر دیا۔ وہاں پرانا بھوسہ ہی نظر آتا تھا۔ قرآن فرماتا ہے۔

تَرْمِيْهُمْ بِحِجَّارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ。 فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفِ مَأْكُولٍ

ابرہہ کا لشکر معہ ہاتھیوں کے تباہ ہو گیا بہر حال یہ واقعہ اڑھا صات
میں شمار کیا جاتا ہے۔ آخری شب کی محیط ظلمت کے بعد اڑھا صات
شروع ہوئے پھر جلد ہی آفتاب رسالت فاران کی چوٹیوں سے
طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے کفر و گمراہی کی تاریکی کو شکست فاش
ہو گئی۔

مَوْلَائِيٌ صَلَّى وَسَلِّمُ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كَلِّهِمِ

حضرت انسان کی قسمت چمکی۔ اس کو تکمیلِ دین کا پیغام ملا۔ قصرِ
رسالت کی آخری اینٹ بھی لگ گئی۔ شریعتِ مکمل ہو گئی۔ قیامت
تک کے لئے جن و انس کو ایک ہدایت نامہ دے دیا گیا جس نے
اس کو مشعلِ راہ بنایا وہ منزلِ مقصود کو پہنچے۔ جس نے اس سے بے

اعتنائی بر تی او ندھے منہ گر اسفل سافلین جا پہنچا۔ آج تک بیشمار
 مثالیں موجود ہیں۔ آفتاب کے وجود پر دلائل قائم کرنے کی
 ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کا وجود خود اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ پھر
 مشاہدے سے بڑھ کر کوئی دلیل چاہئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم جو یتیم پیدا ہوئے۔ چند سالوں میں والدہ نے بھی
 داغِ جدائی دے دیا۔ آٹھ سال کی عمر میں جد امجد کا سایہ بھی سر
 سے اٹھ گیا۔ اور جب مخالفین کا طوفان اٹھا تو پیارے اور شفیق چچا
 ابو طالبؑ بھی حوصلہ ہارنے لگے اور تین سال تک نبی اکرم صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بمعہ سارے خاندان کے شعبِ ابی طالب میں
 نظر بند رہنا پڑا۔ چچا کا سہارا بھی نہ رہا اور ڈھارس بندھانے والی
 اللہ کی نیک بندی حضرت خدیجہؓ نے بھی دائرِ فانی سے رحلت

فرمائی۔ کفار نے هجوم کیا۔ سردارِ دو جہاں محبوبؒ کبریا محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وطن اور سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ مدینہ منورہ
 میں جا کر کام شروع کیا۔ لیکن ابھی دنیا نے بہت کچھ دیکھنا تھا۔
 قریش اور باقی قبائل چاروں طرف سے مدینہ شریف پر حملہ کرنے
 لگے۔ ان نازک حالات میں ایک بے سرو سامان اللہ کی طرف
 بلانے والا چند ساتھیوں کی ہمراہی میں تمام طوفانوں سے صحیح
 سلامت نکل جاتا ہے۔ بلکہ اپنی زندگی میں تقریباً تمیں جنگوں میں
 خود شریک ہوتا ہے اور ہر ایک میں مظفر و منصور ہوتا ہے اور دنیا میں
 رہتے ہوئے ایک عظیم انقلابی حکومت کی جڑیں مضبوط کر کے
 انفرادی و اجتماعی اصول ہدایت بتا کر بھیجنے والے کے پاس چلا جاتا
 ہے۔ کیا یہ آفتاب خود اپنے آفتاب ہونے کی دلیل نہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرُ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقًّا

بَعْدَ أَزْ خُدَّا بُزُرْگٌ تُوئى قِصَّهُ مُخْتَصِّرٌ

حضور سرورِ عالم محبوب کریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۲ اپریل

۱۷۵ء بروز سوموار کی صحیح سعادت میں پیدا ہوئے اور ۳۳۳ دن

اور چھ (۶) گھنٹے (بحوالہ سیرت ابن ہشام) اس دنیا میں قیام

فرمایا۔ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ آج تک اس کرۂ ارض پر کوئی

انسان پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ تا قیامت ہوگا، جس کے صحیح اور

تفصیلی حالات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح

نوع انسانی کے سامنے موجود ہوں۔ آپ تمام نوع انسانی کے لئے

اللہ کے نبی ہیں، قیامت تک کے لئے ہیں۔ اور آپ کا ہر فعل آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ زندگی ہے۔ حضور شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بَلْغُواْ عَنِّيْ وَلَوْ آیہ۔ میرے حالات دوسروں تک پہنچاؤ خواہ ایک جملہ تمہیں معلوم ہو۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر وہ مسلمان جس نے ایک مرتبہ بھی آپ کو دیکھ پایا، آپ کی حیات پاک کا مبلغ بن گیا۔ آپ جس قدر مطالعہ کرتے جائیں گے آپ کو سیرتِ پاک اپنی اپنی محبت کے انداز میں ملے گی۔ اور سیرتِ پاک کا ایک لفظ ایک ایک فقرہ کیسے قلب کو سرو پہنچائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا حکم جو آپ نے فرمایا۔

مَنْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَصَمِّلِ اخْلِيَّتِهِ مَقْعَدَةٌ مِنَ النِّسَارَةِ

ترجمہ: جو شخص قصدًا کوئی غلط بات میری طرف منسوب کرے گا۔

اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محدث دنیا بھر کے مؤرخوں میں سب سے زیادہ صادق و امین اور محتاط بن گئے۔ مذکورہ ہر دو احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی دولفظوں کا مجموعہ جو کسی وقت شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارکہ سے نکل گیا مسلمانوں نے اسے ہوا کی موجود میں جذب نہیں ہونے دیا۔ اور صحابہ کی زبان سے سیرت پاک کے متعلق جتنے بھی الفاظ کتابوں کے ورق پر آئے۔ وہ الفاظ نہ تھے بلکہ واقعات کی جیتی جا گئی اور بولتی چالتی تصویریں تھیں۔ جب یہ صحت اور تفصیل بھم پہنچی تو دنیا بھر کے محقق اور مؤرخ چاروں طرف سے املا آئے اور ماہتابِ رسالت کے گرد ستاروں کا جھرمٹ لگ گیا۔ آپ کی پیدائش کے وقت دنیا میں دو بہت بڑی

طاقتیں حکمران تھیں۔ ایران میں مجوسی حکومت اور روم میں عیسائی سلطنت۔ ظہورِ اسلام کے وقت ایران پر مجوسی قوم حاکم تھی۔ عام لوگ ستاروں کو پوجتے، امیروں اور بادشاہوں کو سجدے کرتے تھے اور انکے بھجن گاتے تھے۔ عام اجازت تھی کہ باپ بیٹی سے اور بھائی بہن سے شادی کر لیتا تھا۔ یزد گرد ثانی شاہ ایران نے خود اپنی بیٹی سے شادی کی۔ پھر اسے قتل کر ڈالا۔ ایران میں انسانیت کی ذلت اور پستی کی حد ہو گئی تھی۔ سپاہیوں اور افسروں کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ اللہ میں میں جب ایران نے بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک دن میں عیسائیوں کے تمام گرجے جلا دیئے۔ تین صد سال کے چڑھاوے اور یادگاریں لوٹ لی گئیں اور ۹۰ ہزار عیسائیوں کو تہہ تبغ کر دیا گیا۔ رومی سلطنت میں سال ہا سال کی

در دن اک خانہ جنگی اندر ونی سازشوں مذہبی لڑائیوں روم اور فارس کی مسلسل اور طویل لڑائیوں خوزریزیوں سے رومی سلطنت پر زوال آیا۔ اس زوال سے مذہبی روایات کا خاتمه ہو گیا۔ رومی سلطنت کا خاتمه ان ہی خرابیوں کی وجہ سے بنا۔ عرب میں کیا تھا۔ عرب میں شراب خوری کی کوئی حد نہ تھی۔ ہر عرب کا گھر ایک مستقل شراب خانہ تھا۔ سود کا رواج عام تھا، ساہو کا رقم خواہوں کے بال بچھے تک رہن رکھواتے تھے۔ دنگہ فساد حد سے بڑھ چکے تھے۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ تک چاک کر دیئے جاتے، اختلاف کی انتہا تھی۔ عرب مخالفین کا خون پینا بہادری سمجھتے تھے۔ عورتیں مخالفین کا خون پیتی۔ کیجئے نکال کر کھا جاتیں۔ زنا کا رواج عام تھا۔ عشق بازی میں قصیدے لکھنا کمال گنا جاتا تھا۔ ملک میں شرم وجیا کا نام و

نشانِ ختم ہو چکا تھا۔ حج کعبہ پر ہزاروں عرب جمع ہوتے اور مادرزاد اونگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے۔ سو یتیلی ماوں پر قبضہ کر کے بیوی بنالیتنا اور حلال حرام کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مردہ جانوروں کو لکھا جانا ایک عام بات تھی۔ عربوں کا دستور تھا کہ وہ ناپاک اور غیر صالح اعمال میں اپنے بتوں کو پشت پناہ بنایا کرتے۔ جب ہمارے آقا و مولا رحمت اللعلمین وجہ کائنات مالک و مختار سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو انسانی دستور میں ایک انقلاب آیا۔

دستور میں حسن جمال کے اصل اثرات نمایاں ہوئے۔ سرور کائنات نے بانگ دہل کہا کہ یہ سب تمہارے ذاتی تصرفات ہیں۔ خدا تو صرف ایک ہے جو اسودواحمر، آقا و غلام، مرد و عورت، بوڑھے اور بچے میں فرق نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک عربی و بھرمی،

قریش وغیر قریش ایک کائنے پر تلتے ہیں۔ یہ انقلابی پیغام ان
 کے نزدیک آسانی سے قابل قبول نہ تھا۔ جب تک ان لوگوں کے
 سیم وزر کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ تو وہ آپ کے ہر پیغام کو ایک مجدوب کی
 بڑھنگھتے رہے۔ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نجح بویا تھا
 آخر بار آور ہونا شروع ہوا۔ اور تمام قبیلوں کے لوگ ان پر ایمان
 لانے لگے۔ امیر غریب عورتیں بچے بوڑھے اسلام کے جھنڈے
 تملے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ وہ لوگ جن کے حقوق کچلے
 جاتے تھے اور جن کے سروں پر ظلم و ستم کے آرے چلتے رہے۔
 بیک وقت ایک آواز سے پکارا ٹھے یہ انسان تو ہمارے لئے رحمت
 کا سرچشمہ ہے۔ آپکی درخشان شخصیت کی روشنی سے جہالت اور
 گمراہی کی تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ اور جہاں باہمی رقابت کیونہ

اور انتقام کے بوجھ سے زمین کی کمر ٹیڑھی ہو رہی تھی وہاں اخوت و
 محبت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ تمام عربوں نے پیغمبرِ اسلام کی
 قیادت کے آگے سرِ تسلیم ختم کر دیا۔ کائناتِ عالم سے نرالی شان
 محمدی ہے۔ خدا آپ کارب العالمین نبوت آپ کی رحمۃ اللعلمین
 کتاب آپ کی نذریۃ اللعلمین خدا آپ کا رحمن الرحیم اور آپ
 بالمؤمنین روف الرحیم خدا آپ کا مالک یوم الدین اور آپ شفیع
 المذنبین آپ دو جہاں، جن و انس، عرب و عجم و دنوں فریقوں کے
 سردار ہیں آپ حسن سیرت اور کریمانہ اخلاق میں تمام انبیاء سے
 فوقیت رکھتے ہیں۔ آپ بشر ہیں مگر تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ آپ
 اول الانبیاء ہیں۔ جس وقت آدم روح و جسم کی درمیانی حالت میں
 تھے یعنی مٹی کا پتلا بے جان تھے اس وقت آپ کے لئے نبوت

نامزد ہو گئی۔ گو آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا، آپ اول
مسلمین بھی ہیں۔ یعنی امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ کا اسلام
میں اول نمبر ہے۔ کچھ نہ تھا تو حضور تھے، پہلی زندگی۔ دوسری
ظاہر ۶۳۵ سالہ زندگی۔ اب حاضر و ناظر تیری زندگی گزر رہی
ہے۔

اگر حضور موجود نہ ہوں تو روشنی نہ رہے، اندر ہیرا چھا جائے۔ اگر
حضور نہ ہوں تو بہاریں ختم ہو جائیں، خوبیوں نہ رہیں۔ لذت نہ
رہے پھولوں کی مشہاس کیا پیداوار ختم ہو جائے۔ کائنات کا آرام و
سکون جاتا رہے۔ پر شکر اس کار ساز کا کہ آقاۓ دو جہاں
ہمارے سروں پر موجود ہیں۔

سپید عالم سر سے قدم تک شرحِ جمالِ لم بیز ل ہیں

نورِ مجسم حُسْنِ سر اپا صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مختارِ کل

ادھرِ اللَّہ سے واصل ادھرِ مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّ د کا
ان کی ذاتِ حَبْلِ اللَّهِ الْمَتِينُ اور وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ
جَمِيعًا حکم رب العالمین انکا نام ہی ان کے کام کا پتہ دیتا ہے کہ
اللَّہ بولنے سے دونوں لب جدا ہو جاتے ہیں۔ اور لفظِ محمد صَلَّی اللَّہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہتے ہی مل جاتے ہیں۔ وہ نیچوں کو اعلیٰ سے ملانے
ہی تو آئے ہیں۔ ان ہی کا نام حرزِ جانِ طفلاں، تیغِ نوجواناں اور
عصائے پیر و ناتوار ہے۔ پھر وہ خالی نہ آئے۔ اک نسخہ کیمیا
ساتھ لائے جس کا نام قرآن ہے۔

اتر کر رہا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
 سبحان اللہ! نسخہ کیمیا سے بیماریوں کی شفاء، تند رستوں کی ذریعہ
 بقا، گمراہوں کا راہنماء مسجدوں میں اس کی تلاوت ہے میدانوں
 میں اس سے جہاد، عدالتوں میں اس سے فیصلے بیماروں کے گلوں
 میں تعویذ بن کر پڑے، جان کنی میں مشکل حل کرے بعد موت قبرو
 حشر میں کام آئے۔

یہ صفحات مختصر ہیں! ہمیں سوچنا چاہئے۔ ہم مسلمان ہیں۔ امتی
 ہیں غلام ہیں کرتے کیا ہیں۔ اپنے گریبان میں منهڈال کر دیکھیں
 کس قدر ہماری حالت خراب ہے۔ کوئی چوری ڈاکہ زنی کی
 طرف راغب ہے۔ کوئی نشیات کا عادی اور کوئی حد سے زیادہ
 حیوانی کیفیت میں بنتا، ایسے محبوب نبی کے ہوتے ہوئے ہمارے

یہ افعال، ہمیں جاننا چاہئے کہ نظرِ انسانی آفتاب آسمانی کے مقابل
 خیرہ و شبنم ستمس نور سے کافور اور کمزور روی روشن آگ سے فیض
 لینے سے معدود غرضیکہ ہر ادنیٰ اعلیٰ کے مقابلِ محض مجبور یہ تو مخلوق کا
 آپس میں معاملہ ہے ذاتِ خالق تو کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ کس آنکھ
 میں طاقت ہے کہ اس کی تجلی جھیل سکے۔ کس گوش و ہوش میں قوت
 ہے کہ اس کے مخاطبہ کی قوت لا سکے۔ کس مخلوق میں قدرت ہے کہ
 اس کے مقابل ٹھہر سکے۔ یہ ظلمت وہ نور، وہ قادر یہ مجبور، وہ قاہر یہ
 مجبور، ان مجبوریوں میں مخلوق کا خالق سے تعلق کیونکر قائم ہوتا اور
 افاضہ اور استغاضہ کی کیا صورت ہوتی۔ مخلوق کی یہ بے کسی ایسے
 بزرخ کبریٰ کی تلاش میں تھی جو گھرے رنگ والے شیشے کی جستجو
 میں تھی، جو نورِ لم بیل کی جلائی شعاعوں کو شانِ جمالی میں اس تک

پہنچا دے۔ خلقت کی ہستی کسی ایسے مضبوط واسطے کی جو یاں تھی جو
 اس کمزور وادنی کی اُس قوی واعلیٰ تک رسائی کرا دے۔ دائرہ
 کائنات کسی ایسے مرکز کا مตلاشی تھا، جس کی طرف رجوع ہو۔ اس
 مجبوری و معدوری پر رتب قدر یہ نے رحم فرمایا کہ مخلوق کو خالق سے
 ملانے گرتوں کو اٹھانے بگڑوں کو بنانے کے لئے اس ذات کو پیدا
 فرمایا جو ہستی کا پہلا نقش دفتر مخلوقات کا حرف اولیں گلزارِ اخلاق کا
 نفیس پھول، آسمانِ وجود کا نیر اعظم ہے جسے جہان والے تو ملکی
 مدنی کہتے ہیں، اور دو جہاں والے سرورِ جہنمی، بلبل انہیں گل کہتے
 قمری سرورِ جانفرزا جبکہ عرش والے انہیں احمدِ مجتبی کہتے ہیں اور فرش
 والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کائنات میں ایسی صفات کا
 مالک نہ کوئی ہے اور نہ ہو گا۔ ہم مسلمان اس ذات شہنشاہِ دو جہاں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ہمیں کارساز کے حضور رورو کر گڑ گڑا کرتا تھا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے محبوب کا صدقہ ہماری خطاؤں گناہوں اور کوتا ہیوں کو معاف فرما کر محبوبِ دو جہاں کا سچا غلام بنائے۔ آمین۔

دوسراؤ ارشی حضرات کو درکار ہے کہ اپنے محبوب مرشدِ بحق سیدنا و مولانا حاجی و حافظ سیدوارث علی شاہ سے اگر محبت رکھتے ہیں تو ان کے حکم کی تعییل فرمائیں۔ سچا غلام بن کر دکھائیں۔ اس لئے کہ سرکارِ عالم پناہ کی حیاتِ مقدسہ عین سیرتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ زندگی کا ہر ہر پہلو سرکارِ عالم پناہ کا شہنشاہِ دو جہاں کی سیرتِ پاک کا تعارف کرواتا ہے۔ حضور سرکار وارث پاک نے اپنی روحانی زندگی ظاہر سے ثابت فرمادیا ہے کہ آپ آلِ نبی

اولادِ علی ہیں۔

واقعی چھبیسویں پشت امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام ہیں۔

وہی صفات، وہی زندگی کے شب و روز تو ہمیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا ہو گا کہ واقعی ہم وارثی غلام ہیں یا ہمارا ظاہر اور ہے ہمارا باطن اور۔ بہر حال ہم اس مقدس مہینہ ربیع الاول جہاں ذات نے احسانِ عظیم فرمایا۔ ہمیں میں سے ہمیں ہی اپنا محبوب و مقبول رسول عطا فرمایا۔ اب ہم پر رحم فرمائیں اس محبوب رسول کی غلامی کی توفیق بھی عطا فرمائے تاکہ ہم سرکارِ عالم پناہ کے حضور شرمند ہوں۔

حاجی فقیر عزت شاہ وارثی چہپر شریف

نحو و سحر

جہاں پہ تاریکیاں تھیں چھائیں ظلام سارے شباب پر تھے
 جو بزمِ رقص و سرور ادھر تھی تو تاجِ ردیں کھڑے ادھر تھے
 خزان مسلط تھی گلستان پر، گلاب و نرگس بھی بے نظر تھے
 قمر جو سہمے ہوئے کھڑا تھا ستارے بے نور و بے اثر تھے

جہاں پہ چھائی ہوئی تھی ظلمت کہیں بھی نورِ سحر نہیں تھا
 اندر ہرے ہر جا لپک رہے تھے، کسی کرن کا گز نہیں تھا
 غصب کی تاریکیوں میں کوئی بھی چارہ کا رسفر نہیں تھا
 سفال ہر جا پہ لپک رہے تھے، کہیں بھی لعل و گہر نہیں تھا

کوئی بھی امکان نہ تھا سحر کا مگر اجالا تھا آنے والا
 چراغ تو حید بجھ چکا تھا کوئی نہیں تھا جلانے والا
 نظامِ ملت بگڑ چکا تھا نہیں تھا کوئی بنانے والا
 مگر یہ ظلمت کردہ جہاں کا، ضیاء سے تھا جگمگانے والا

جو حد سے گزرایہ حالِ ملت تو ذاتِ حق کو جلال آیا
 سیاہی مٹنے لگی چمک سے اندھیری شب کو زوال آیا
 نظامِ شمس و قمر بھی بدلا افق سے بد رکمال آیا
 جنوںِ ملت کو ہوش آیا رُخِ خرد پہ جمال آیا

ہوا منور یہ سارا عالم جہاں سے ظلمت ہوئی گریزاں
 چراغِ راہِ حرم بنے ہیں عرب کے صحراوں کے ہڈی خواں
 ندا یہ امام القمری سے گنجی صنم کرنے بھی ہیں حسن سے لرزائ
 کہ لائے تشریف حضور انور رسولِ اکرم حبیبِ یزداں

سلام بحضور رحمة العلماء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلام ان پر جو بن کر رحمة للعلماء آئے
 سلام ان پر جو بن کر شاہ ختم المرسلین آئے
 سلام ان پر جو بن کر سرگروہ سالکیں آئے
 سلام ان پر جو لے کر نور رب العلماء آئے
 سلام ان پر جنہوں نے دین پھیلایا پھاڑوں میں
 سلام ان پر جو بن کر دہر میں ہادی دیں آئے
 ضیائے نور وحدت سے کیا روشن زمانے کو
 سلام ان پر جو بن کر شمع وحدت با یقین آئے
 ہمیں حیرت ازل ہی سے ملی یہ نعمت عظمی
 کہ بن کر ہم غلام شاہ ختم المرسلین آئے

ال الحاج فقیر حیرت شاہ وارثی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ . (بخاري دسلم)
مشكورة)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (بخاري سلم،

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ وَأَزْوَاجِهِ
أَئْهَاتِ الْمُؤْسِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ○ . (ابوداود شريف)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقْرَبَ عِنْدَكَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَكْرَمِ وَعَلَى أَهْلِ وَسَلَّمٍ
تَسْلِيمًا (سادة دارين)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
سادة دارين (القول البدري)

جزى الله عننا محمدًا أبا هريرة أهلُهُ طبراني

اللَّهُمَّ اجْعُلْ صَلَاوَتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتَكَ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَأَئِمَّامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِسَامَ الْخَيْرِ وَقَائِدَ الْخَيْرِ وَرَسُولِ
الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ وَالَّذِي يَغْبِطُهُ يَوْمُ
الْأُولَئِنَّ وَالآخِرَوْنَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَسَوْلَانَا
 وَحَبِّيْسَنَا مُحَمَّدِنَ التَّبَّعِيِّ الْأَرْسَلِيِّ وَعَلَى إِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ
 وَعَتْرَتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضَى
 نَفْسِكَ وَزِنَةِ عَرْشِكَ وَمِدَاهِ كَلِمَاتِكَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى إِلَيْهِ وَسَلِّمْ (سعادة دارين)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الَّذِي تَلَوَّتْ قَلْبَتَهُ بِنْ جَلَالِكَ
 وَعَيْنَتَهُ بِنْ جَمَالِكَ فَاصْبِحْ فِرَحًا مُؤَيَّدًا مَسْنُصُورًا
 وَعَلَى إِلَيْهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى
 ذَالِكَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 صَلْوَةً تَكُونُ لَكَ رِضَاءً وَلِحَقِيرِ أَدَاءً وَأَعْطِنِ الْوَسِيْلَةَ
 وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَنَ الَّذِي وَعَدْتَهُ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلُوَّاً تَكُونُ لَكَ وَلِحَقِّيْ
 أَدَاءً وَابْعُثْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ
 الَّذِي وَعَدْتَ لَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَاجْزِهِ عَنَّا
 مَا جَرَيْتَ بِنِيْسَا عَنْ امْتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْرَانِهِ مِنْ
 النَّبِيْنَ وَالصَّدِيقِيْنَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّحِيمِيْنَ.

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلُوَّاً تَكُونُ لَكَ رِضَاءً
 وَلَهُ جَزَاءً وَلِحَقِّيْ أَدَاءً وَاعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيلَةَ
 وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَ لَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ
 وَاجْزِهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَرَيْتَ بِنِيْسَا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولًا
 عَنْ امْتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْرَانِهِ مِنَ النَّبِيْنَ
 وَالصَّالِحِيْنَ○

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَلِّ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ تَقْبِلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ يَا أَكْبَرِي وَارْفُعْ دَرْجَتَهُ
الْعُلْيَا وَأَعْطِهِ سُوْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى كَمَا أَنْتَ
إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى

اللَّهُمَّ يَا دَائِرَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرَّةِ يَا بَلِيهَطِ الْبَدَّيْنِ
يَا لِعَطِيَّةِ يَا صَاحِبِ الْمَوَاهِبِ السَّمِيَّةِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
خَيْرِ الْوَرَى سَعِيَّةَ وَأَغْفِرْ لَنَا يَا ذَا الْعَلْيَى فِي هَذِهِ الْعَيْنِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَمَهْدِنِ
الْأَسْوَارِ وَمَنْجِعِ الْأَنْوَارِ وَجَعْلِ الْكَوَافِرِ وَشَرْفِ
الْمَهَارِينِ وَسَيِّدِ الْمُتَّقِلِّينِ الْمَتَّخِصُوصِ بِقَلَبِ قَوْسَينِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنَ السَّبِيْلِ الْأَمْسِيْلِ وَعَلَى أَهْلِ
وَصَاحِبِيْرِ وَسَلِّمْ يَارَسُولَ اللَّهِ اسْتَجِرِبُكَ بْنُ فَلَانِ
ابْنِ فَلَانَةِ (یہاں دشنا کا دراس کی والدہ کا نام لے) فَخُذْ إِلَى حَقِّيْ
سِنَةَ.

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنَ الْفَاتِحِ مِنَ الْخَالِقِ وَالْخَاتَمِ
لِمَا سَبَقَ نَاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْهَادِيِّ إِلَى صِرَاطِ
مُسْتَقِيمٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحَقِّ قُدُّوْهُ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ ○

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ عَدَدِ مَا خَلَقْتَ اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ مِلْءِ مَا خَلَقْتَ . اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ عَدَدِ كُلِّ شَيْءٍ . اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ مِلْءِ كُلِّ شَيْءٍ . اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ كُلِّ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُكَ . اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى لِهِ عَدَدِ مَا أَحْاطَهُ بِهِ عِلْمُكَ ○

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَعَلَى جَسَدِهِ فِي
الْأَجْسَادِ وَصَلِّ قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ وَعَلَى أَلْيَهِ وَصَحْبِهِ
وَسَلِّمْ . اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا ذَكَرَهُ
الَّذِينَ اكْرَوْا - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا عَفَلَ عَنْ
ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدَكَ وَمَسِيكَ
وَحِبْنِيكَ وَرَسُولَكَ النَّبِيَّ الْأَتِيَ وَعَلَى أَلْيَهِ
وَبَارِكْكَ وَسَلِّمْ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَصَلِّ
عَلَى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ وَصَلِّ عَلَى قَبْرِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ اللَّهُمَّ بِلِيغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ فَتُوَحِّ
نِحْيَيْهُ وَسَلَّمْ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلَى
 جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ وَصَلِّ عَلَى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ
 اللَّهُمَّ بِلْغُ رُوحَ مُحَمَّدٍ عَنِّي نَحْيَةً وَسَلَامًاً.

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ اللَّهُمَّ صَلِّ
 عَلَى رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
 جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى قَبْرِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النُّورِ الذَّاتِي السَّارِي فِي
 جَمِيعِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ اللَّهَ وَبِرَبِّكُتَهُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 اسْتَوْا صَلُوةً عَلَيْهِ وَسَلَامًا وَاتَّسِلِيَّتَاهُ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
 وَالْبَرَاقِ وَالْعِلْمِ ○ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ
 وَالْمَرْضِ وَالْأَلَمِ ○ إِسْمَهُ مَكْتُوبٌ مَرْفُوعٌ بَشْفَوْعٌ
 شَقْوَشٌ فِي الْلَّوْحِ وَالْقَلْمَنِ ○ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجمِ ○
 جَسْمُهُ مُقَدَّسٌ تَعَظَّرُ مَطْهُرُهُ وَمَسْنُورٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ○
 شَمْسُ الصَّحْنِيَّ بَدْرُ الدُّجَىيَّ صَدْرُ الْعُلَى نُورُ الْهُدَىيَّ
 كَهْفُ الْوَرَىيَّ مِصْبَاحُ الظَّلَمِ ○ جَمِيلُ الشِّيمِ شَفِيعُ
 الْأُمَمِ ○ صَاحِبُ الْجُودِ وَالْكَرَمِ ○ وَاللَّهُ عَاصِمٌ وَجِبْرِيلُ
 خَادِمٌ وَالْبَرَاقُ مَرْكَبَهُ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرَهُ وَسِدْرَةُ
 الْمُنْتَهَىيَّ مَقَامَهُ وَقَابُ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبَهُ وَالْمَطْلُوبُ
 مَصْوُدَهُ وَالْمَقْبُودُ مَوْجُودَهُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيَّنَ ○ خَاتَمُ
 النَّبِيِّنَ شَفِيعُ الْمُذْنِيَّيِّنَ ○ أَنِيُّسُ الْغَرِيبيَّيِّنَ ○ رَحْمَةُ
 لِلْعَالَمِيَّيِّنَ ○ رَاحَةُ الْعَاشِقِيَّيِّنَ ○ مَرَادُ الْمُشْتَاقِيَّيِّنَ شَمْسُ

لِلْعَالَمِينَ ○ رَاحَةُ الْعَاشِقِينَ ○ مَرَادُ الْمُشْتَاقِينَ شَمْسٌ
 الْعَارِفِينَ سَرَاجُ السَّالِكِينَ ○ يَضْبَاحُ الْمُقْرَبِينَ ○ مُحِبُّ
 الْفَقَاءِ وَالْغُرَباءِ وَالْيَثْمَى وَالْمَسَاكِينَ سَيِّدُ الْمُتَقْلِبِينَ
 سَيِّدُ الْحَرَمَيْنِ أَمَامُ الْقِبَلَتَيْنِ وَسَيِّلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ
 صَاحِبُ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوبُ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ
 وَالْمَغْرِبَيْنِ جَدُّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ نَوْلَانَا وَمَوْلَانَا
 الْمُتَقْلِبِينَ أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورِنَا نُورِ اللَّهِ
 يَا أَيُّهَا الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ ○

بَلَغَ الْعُلُى بِكَمَالِهِ ○ كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ ○
 حَسُنتُ جَمِيعَ خَصَالِهِ ○ صَلَوَاعَلَيْهِ وَإِلَيْهِ ○ وَأَصْحَابِهِ
 وَسَلَّمُوا اسْتِلِئْمَا كَثِيرًا كَثِيرًا ○

یا صاحبِ بحال و یا صاحبِ دلیل
مَنْ جَهَّكَ الْمُنْتَهَى فَوَدَ الْمُقْرَبَ
لَا مَنْ لَمْ شَنَّا بِهِ كَانَ حَقَّهُ
بعدَ أَزْخَدِ بَرِزْكَ تُونِي وَصَفَّهُ

۱۳۴۹



051-3512048 - 0300-5325804 وارثیہ پارک بلازا گوجرانوالہ